روزنامہ الفضل ربوہ

فون ۴۲۹

ایڈیٹر: نسیم سیفی

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد 46-81 نمبر 185 | ہفتہ یکم ربیع الثانی۔ 1417ھ 17 ظہور 1375 ہش 17 اگست 1996ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مولانا کرم الٰہی صاحب ظفر انتقال فرما گئے

محترم وکیل التبشیر صاحب ربوہ اطلاع دیتے ہیں

یہ خبر جماعت میں نہایت ہی دکھ اور افسوس سے سنی جائے گی کہ سلسلہ احمدیہ کے دیرینہ خادم اور مربی سلسلہ حضرت مولانا کرم الٰہی صاحب ظفر مورخہ 96-8-12 بوقت گیارہ بج کر بیس منٹ پر غرناطہ ہسپتال میں تقریباً 13 دن بیمار رہ کر وفات پا گئے۔ آخری مرحلہ پر ڈاکٹروں کو پتہ چلا کہ آپ کو پھیپھڑوں کا کینسر تھا۔ 96-8-13 کو بیت بشارت پیدروآباد سپین میں بعد عصر ان کا جنازہ پڑھا گیا۔ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کی اجازت سے وہاں کے مقامی قبرستان میں امانتاً "تدفین ہوئی۔

محترم مولانا صاحب 18- دسمبر 1945ء کو قادیان (انڈیا) سے سپین کے لئے روانہ ہوئے۔ نصف صدی سے زائد عرصہ تک سپین میں اور بعدہ آخری چند سال پرتگال میں فریضہ خدمت ادا کرنے کی توفیق پائی۔ وفات کے وقت آپ کی عمر قریباً 77 سال تھی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوف کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔

تقریب شادی

○ مکرم محمد افضل صاحب حال جرمنی ابن مکرم پروفیسر محمد اسلم صابر صاحب قائم مقام صدر عمومی ربوہ کے نکاح کا اعلان عزیزہ صائمہ حبیب صاحبہ بنت محترم چوہدری حبیب احمد صاحب باجوہ آف چک نمبر ج۔ب/88 فیصل آباد حال فرینکفورٹ جرمنی بعوض مبلغ ایک لاکھ روپے حق مہر محترم مولانا دوست محمد شاہد صاحب نے مورخہ 2- اگست 96ء کو بیت مبارک میں بعد مغرب کیا۔ عزیزہ صائمہ حبیب حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کے ماموں حضرت چوہدری عبد اللہ خان صاحب باجوہ آف داتہ زید کا ضلع سیالکوٹ رفیق حضرت بانی جماعت احمدیہ کی پڑپوتی ہیں۔ جبکہ عزیز محمد افضل مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب آف وینس نیواں ضلع سیالکوٹ کا پوتا ہے۔

مورخہ 10- اگست 96ء کو فرینکفورٹ میں تقریب رخصتانہ ہوئی۔ اور مورخہ 11- اگست 96ء کو فرینکفورٹ کے ایک ہوٹل میں دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا گیا۔ احباب کرام سے اس رشتہ کے بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔

نکاح

○ مکرم چوہدری سلیم احمد صاحب (خالد) ابن مکرم چوہدری محمد شریف خالد صاحب ایڈووکیٹ ربوہ کا نکاح مورخہ 96-8-2 کو بہمراہ عزیزہ امتہ الحی نصیرہ صاحبہ دختر مکرم قریشی احمد علی صاحب (جو 74-6-1 کو گوجرانوالہ میں راہ مولا میں قربان ہوئے تھے) مکرم محمد شریف خالد ایڈووکیٹ نے پڑھا۔ رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

جب ایک چیز کی کثرت ہو جاوے تو پھر اس کی قدر نہیں رہتی۔ پانی اور اناج جیسی کوئی چیز نہیں اور یہ سب چیزیں آگ' ہوا' مٹی' پانی ہمارے لئے نہایت ہی ضروری ہیں مگر کثرت کی وجہ سے انسان ان کی قدر نہیں کرتا۔ لیکن اگر ایک جنگل میں ہو اور کروڑ ہا روپیہ بھی پاس ہو۔ مگر پانی نہ ہو تو اس وقت کروڑ ہا روپیہ بھی ایک گھونٹ کے بدلے دینے کو تیار ہوتا ہے اور آخر بڑی حسرت سے مرتا ہے۔ دنیا کی دولت چیز ہی کیا ہے؟ جس کے لئے انسان مارا مارا پھرتا ہے۔ ذرا سی بیماری آ جاوے۔ پانی کی طرح روپیہ بہایا جاتا ہے مگر شکھ ایک منٹ کے لئے بھی نہیں آتا۔ جب یہ حال ہے تو انسان کی یہ کس قدر غفلت ہے کہ اس حقیقی کارساز کی طرف توجہ نہ کرے جس کا بنایا ہوا یہ سب کارخانہ ہے اور اس کا ذرہ ذرہ جس کے تصرف اور اختیار میں ہے۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 346)

ریاء سے نیکیاں جل جاتی ہیں

(حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع)

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں "یاد رکھو ریاء حسنات کو ایسے جلا دیتی ہے جیسے آگ خش و خاشاک کو۔" اور جو نیکیاں ہیں ان کی حفاظت کے لئے پھر ایک اور مشکل بدیاں دور کرو اور نیکیاں اختیار کرو اور ریاء کا ڈاکو ساتھ ساتھ چل رہا ہے۔ ہر قدم پر دکھاوے کا جو شیطان ہے وہ ابتلا لے کر آتا ہے۔ اور حضرت بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں کہ یہ تو ایسے ہے جیسے خشک گھاس پھوس کو آگ دکھا دی جائے اس طرح یہ نیکیاں جل جاتی ہیں۔ دراصل اس میں ایک اور گہرا مضمون ہے وہ یہ ہے کہ نیکی جس کے ساتھ دکھانے کی تمنا ہو وہ ہری ہوتی ہی نہیں وہ ہوتی ہی خشک گھاس کی طرح ہے۔ اور ریاء بس وہ تیلی بنتی ہے جو خشک گھاس پھوس کو دکھا دی جاتی ہے اس نے تو بھڑکنا ہی ہے' اس کے مقدر میں جل جانا ہے۔ ورنہ نیکیوں میں گیلی مٹی کا مضمون پایا جاتا ہے۔ اس کے اندر طراوت ہوتی ہے اور اس کے ساتھ روئیدگی ہوتی ہے' سبزی اس سے نکلتی ہے اس کو تو تیلی جلا نہیں سکتی اور تیلی کا دماغ میں تصور بھی نہیں آتا اس کے ساتھ۔ پس وہ جس کو لوگ نیکی سمجھتے ہیں اللہ تعالیٰ وقتاً فوقتاً ان کے جلانے کا انتظام بھی کرتا رہتا ہے یہ قانون قدرت ہے۔ جیسے گھاس پھوس کسی باغ میں زیادہ اکٹھا ہو جائے تو مالی ایک طرف کرتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ پھر اس ڈھیر کو ایک تیلی دکھا کر اس خس و خاشاک سے اپنے چمن کو پاک کر لیتا ہے۔

تو اسی طرح اللہ تعالیٰ کے ہاں نیکی کا سفر کرنے والوں کا حال ہے جو ان کی ریاء کی باتیں ہیں شیطان ان کو تیلی لگاتا ہے اور وہ جل کر خاک ہو کر جو اگر باقی کوئی نیکی رہ گئی ہے تو وہی رکھیں گی باقی سب باتیں اس دنیا میں خاک ہو کر اڑ جاتی ہیں۔ تو کوئی پتہ نہیں کہ ہم کتنی نیکیاں لے کر خدا کے حضور حاضر ہوں گے۔ اب اس مضمون پر نظر رکھیں تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ کتنے ہم نے بظاہر پھل پھول اکٹھے کئے کتنے ہی سرو و سمن سے اپنے نیکی کے چمن کو سجایا اور سمجھتے یہ رہے کہ یہ لہلہاتا ہوا باغ ہے لیکن وہ تھا خشک گھاس پھوس۔ اس سے زیادہ اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ یا سوکھی ہوئی ٹہنیاں تھیں۔ اور ریاء کے ہر شیطان نے ہر موقع پر اسے تیلی دکھائی اور آگ لگا دی اور

باقی صفحہ 7 پر

عمدہ لوگ وہی گذرے ہیں جنہوں نے دین کے معاملہ میں دنیا کی کچھ پرواہ نہیں کی

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

17- ظہور 1375 ہش 17 - اگست 1996ء

راست بازی - بنیادی بات

ہمیں کس چیز کے حصول کے لئے کن شرائط کو پورا کرنا پڑتا ہے اور کن باتوں کو اپنا ہدف بنا کر ہمیشہ پیش نظر رکھنا پڑتا ہے۔ یہ ایک ایسی بات ہے کہ ہر کام کے لئے ضروری ہے ہمیں یہ معلوم ہو کہ ہم کیا کچھ کریں گے تو کیا نتیجہ نکلے گا کس بات سے بچیں گے تو ہمیں کیا فائدہ ہوگا۔ جب تک اس بات کا علم نہ ہو ہم کچھ حاصل کر ہی نہیں سکتے۔ اور جب بڑی بڑی چیزوں کے حصول مد نظر ہوں تو ان باتوں کا خاص طور پر خیال رکھنا پڑتا ہے۔ اس سلسلے میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) فرماتے ہیں۔

”لوگ تلاش کرتے ہیں کہ ہمیں حقیقت ملے۔ لیکن یہ بات جلد بازی سے حاصل نہیں ہوا کرتی۔ جب انسان کی روح پگھل کر آستانہ الوہیت پر گرتی ہے اور اسی کو اپنا اصل مقصود خیال کرتی ہے تب اس کے لئے حقیقت کا دروازہ بھی کھولا جاتا ہے۔ لیکن یہ سب کچھ خدا تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے۔ اور صحبت صادقین سے یہ باتیں حاصل ہوتی ہیں“۔

اس اقتباس میں جو کچھ حضرت صاحب نے فرمایا ہے وہ ہماری زندگی کے تمام پہلوؤں سے تعلق رکھتا ہے۔ جلد بازی کسی بات میں نہیں ہونی چاہئے جلد بازی کا مطلب یہ ہے کہ جتنا وقت کسی کام کو ختم کرنے میں لگنا چاہئے اس سے پہلے وہ کام چھوڑ دیا جائے۔ حضرت صاحب نے بھی کئی بار یہ مثال دی ہے کہ اگر آپ پانی کے لئے زمین کھودیں یعنی کنواں بنا رہے ہوں تو جہاں پانی نکلتا ہے اس سے اگر ایک فٹ پہلے کھودنا ختم کر دیں تو آپ کا مقصد حاصل نہیں ہو سکتا۔ پس پہلی بات تو یہ ہے کہ ہمیں کسی کام میں جلد بازی نہیں کرنی چاہئے ہمیں یہ دیکھنا چاہئے کہ کس کام کے لئے کتنا وقت درکار ہے اور اتنا ہی وقت دینا چاہئے۔ اس سے کم دیا گیا وقت سارے کا سارا ضائع ہو جائے گا۔

دوسری بات جو اس ارشاد میں آپ نے فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ آستانہ الوہیت پر روح پگھل کر گرے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ انسان پورے جذبہ کے ساتھ اپنے مقصد کے حصول کی کوشش کرے۔ یہ نہ ہو کہ نیم دلی ہو اور سمجھے کہ میرا مقصد حاصل ہو جائے گا۔ نیم دلی سے کبھی کوئی مقصد حاصل نہیں ہوتا۔ روح کے پگھلنے کا مطلب یہ ہے کہ جذبہ اپنی انتہا کو پہنچنا چاہئے۔ انسان کے سامنے یہ بات ہو کہ میں نے فلاں کام کرنا ہے اور اسے مکمل کرنا ہے یہ جذبہ ہی کر سکتا ہے۔ جتنا جذبہ گہرا ہوگا جتنی اسمیں گہرائی ہوگی اتنا ہی وہ اپنے مقصد کو حاصل کر سکے گا۔ لیکن یہ باتیں ہونے کے باوجود حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ کامیابی خدا تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے۔ ہم چاہے کچھ ہی کرتے رہیں کام بھی کریں دعا بھی کریں لیکن اللہ تعالیٰ کو اگر اس کام کا مکمل ہونا منظور نہ ہو تو ہماری دعا بھی قبول نہیں ہوگی۔ اور ہمارے کام کے بھی صحیح نتائج نہیں نکلیں گے۔ پس پوری محنت کے باوجود پورے جذبے کے باوجود ہمیں خدا تعالیٰ ہی کی طرف دیکھنا چاہئے کیونکہ ہماری کامیابی اس کے فضل پر موقوف ہے۔ اور خدا تعالیٰ کا فضل حاصل کرنے کا ایک ذریعہ یہ ہے کہ ہم صحبت صادقین میں رہیں۔ صحبت صادقین کا مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں کے پاس رہیں جو راست باز ہیں اور کون نہیں جانتا کہ دنیا میں کوئی کام بھی راست بازی کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ اگر کوئی شخص راست باز نہ ہو تو اس کی باتیں بھی بے کار اور اس کے کام بھی بے کار۔ اور اگر ہم صادقین کے ساتھ رہیں ان کی معیت اختیار کریں تو ہم اپنے صدق کو بھی بہتر سے بہتر درجے تک پہنچا سکتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ صحبت انسان کے لئے اس کے بگاڑ کا بھی موجب ہو سکتی ہے اور اس کے سنوار کا بھی۔ کوئی شخص برے لوگوں کے ساتھ رہے تو اس کے بگاڑ کا موجب ہوگا اور وہی شخص نیک لوگوں کے ساتھ رہے تو اس کے زندگی سنور جائے گی۔

پس حصول مقصد کے لئے یہ بھی ضرورت ہے کہ ہم راست بازی اختیار کریں اور راست بازی اختیار کرنے کے لئے یہ لازم ہے کہ ہم راست بازوں کی معیت میں رہیں۔ اگر ہم ان کی معیت میں رہیں گے۔ تو ہمیں کبھی یہ خیال بھی نہیں آئے گا کہ ہم کوئی غلط کام کریں۔

پس اس ارشاد میں حضرت صاحب نے جو باتیں بیان فرمائی ہیں وہ یہ ہیں کہ کسی کام کا صحیح نتیجہ حاصل کرنے کے لئے جلد بازی سے کام نہیں لینا چاہئے ہمارا جذبہ اس کام کے لئے زیادہ سے زیادہ ہو۔ اپنے کام اور اپنی دعاؤں کے باوجود خدا تعالیٰ ہی کی طرف نظر رکھیں کہ اسی کا فضل ہمیں کسی نتیجہ پر پہنچائے گا۔ اور یہ سب کچھ کرنے کے لئے ہمیں چاہئے کہ ہم راست باز ہوں اور راست بازوں کے ساتھ اپنا وقت گذاریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔

اپنی اپنی بات سناؤ اور کہو احوال
ان سیپوں سے شائد نکلیں موتی تھالوں تھال
تم تاریخ تو پڑھتے ہو اور خود بھی ہو تاریخ
صدیوں میں تبدیل کرو تم اپنے ماہ و سال

ابوالاقبال

○

دنیا میں یُوں تو حال میرا کب زبوں نہ تھا
لیکن ہے جیسا اب ترِی فرقت میں یُوں نہ تھا

تڑپا کوئی فراق میں، کوئی ترے حضُور
حاصل کسی کو عشق میں دل کا سکوں نہ تھا

آتا رہا تُو میرے تصوّر میں رات دن
تجھ کو مِرا خیال مَیں کیسے کہوں نہ تھا

یُوں خندہ زن ہے تُو مِرے گریہ پہ بزم میں
ٹپکا جو میری آنکھ سے گویا وہ خُوں نہ تھا

زنجیرِ پا کے شور سے کچھ اور بڑھ گیا
رُک جاتا قید سے جو وہ میرا جنوں نہ تھا

ہر مدّعیِ عشق کو پرکھا جو اُس نے کل
ان میں مِرے سوا کوئی اہلِ جنوں نہ تھا

آیا گیا ہُوں گرچہ تبسّم! وہاں بہت
یہ حوصلہ کہ کوئے بُتاں میں رہوں، نہ تھا

ڈاکٹر عبدالرشید تبسّم

روزنامہ **الفضل** ربوہ	پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ بمقام اشاعت: دار النصر غربی - ربوہ	**قیمت** 2 روپے 50 پیسے

مشرقی یورپ میں اعلیٰ تعلیم کے مواقع

○ اس سال بھی حسب سابق طلبہ کے لئے مشرقی یورپ میں اعلیٰ تعلیم کے مواقع مہیا ہیں۔ میڈیکل اور نان میڈیکل کے مضامین میں وہاں Specialisation ہو سکتی ہے۔ امیدوار طلبہ کا کم از کم F.Sc (ایف ایس سی) ہونا لازمی ہے۔

خواہشمند طلبہ فوری طور پر اپنے امیر صاحب ضلع سے رابطہ کر کے ان سے معلومات حاصل کر لیں۔ اور ان کی تصدیق کے ہمراہ اپنی درخواستیں 20۔ اگست تک وکالت تبشیر میں پہنچا دیں۔

(وکالت تبشیر)

درخواست دعا

○ عزیز ناصر احمد ابن مکرم عبدالحمید مبشر صاحب خلیل آباد اگیار ضلع کوٹلی کو 96-8-3 کو گرنے سے شدید زخمی ہو گئے ہیں۔ عزیز کی صحت کے لئے احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صاحبزادی طیبہ صدیقہ صاحبہ بیگم نواب مسعود احمد خان صاحب

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب

(باتیں اپنے ابا کی)

"لوٹ پیچھے کی طرف اے گردش ایام تو"

مجھے اپنے بچپن کا سب سے پہلا نظارہ جو اپنے ابا کے ساتھ نظر آتا ہے وہ یہ ہے کہ تصور کی آنکھ سے دیکھ رہی ہوں۔ انتہائی وجیہہ شخصیت ہسپتال میں کرسی پر بیٹھے ہیں اور میں پاس کھڑی ہوں۔ پلاسٹی سین کا رول میرے ہاتھ میں ہے اور وہ مجھے چیزیں بنا بنا کر دے رہے ہیں مجھے اب بھی وہ خوبصورت پرچ پیالی نظر آ رہی ہے جو انہوں نے مجھے بنا کر دی تھی۔ پھر دسہرے کے میلے میں مجھے اور میرے چھوٹے بھائی کو کار میں میلہ دکھانے لے کر جاتے تھے اسطرح دیوالی کے موقع پر بھی۔ شہر میں چراغاں ہوتا تھا تو ہمیں شہر کی رونق دکھانے لے کر جاتے تھے۔ اسی طرح چونکہ ہم دہلی کے نزدیک نزدیک چھوٹے شہروں میں رہے تھے۔ عید کے لئے کئی دفعہ دہلی گئے۔ وہاں ایک دفعہ سینما بھی دکھایا۔ بس پھر اس کے بعد تو بند ہو گیا تھا۔ لڑکیوں سے بہت ہی پیار کرتے تھے۔ جب ٹرانسفر ہوتی تھی ان دنوں پورا کمپارٹمنٹ ملتا تھا۔ کسی بڑے اسٹیشن پر گاڑی ٹھہرتی تھی تو سب بچوں کو نیچے اتار کر سٹیشن کی سیر کرواتے تھے۔

ہم روہتک میں تھے۔ حضرت اماں جان بھی ہمارے ہاں تشریف لائی ہوئی تھیں۔ برسات کے دن تھے۔ سارا دن بارش ہوتی رہی۔ اور گاؤں والوں نے بند کا پانی شہر کی طرف توڑ دیا کہ گاؤں میں نہ جائے۔ اس وقت پتہ لگا جب سیلاب آگیا۔ ہماری کوٹھی میں بھی پانی کافی اونچا ہوتا جاتا تھا۔ شہر سے باہر کچہریاں اونچی جگہ پر تھیں۔ اور تو کوئی سواری چل نہیں سکتی تھی۔ گڈے پر پہلے حضرت اماں جان اور بچوں کو محفوظ مقام پر بھجوایا پھر باقی سب لوگ آئے۔ میرے ابا ہمیں وہاں چھوڑ کر لوگوں کو بچانے کے لئے چلے گئے۔ تین دن مسلسل تیر تیر کر لوگوں کو گھروں سے نکالتے رہے۔ جب پانی اترا تو ہمیں سب کو قادیان بھجوا دیا۔ گھر کا سامان تو سب پانی کی وجہ سے ختم ہو گیا تھا۔

ابھی وہ سروس میں ہی تھے کہ سیدہ ام طاہر ایک بچی کو علاج کے لئے لے کر آئیں۔ جو کافی دنوں سے بیمار تھی اور کسی ڈاکٹر کو اس کی بیماری سمجھ نہیں آتی تھی۔ میرے ابا جان نے فوراً سمجھ لیا کہ اسے ہسٹیریا ہے۔ اس کا علاج بھی کیا اور صبح اور شام آدھ آدھ گھنٹہ نلکا چلانے کے لئے کہا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے اس علاج سے یعنی ورزش کرنے سے اسے بالکل آرام آگیا۔ علاج سے یعنی ورزش کرنے سے اسے بالکل آرام آ گیا۔ اپنی والدہ سے اور حضرت اماں جان سے بہت محبت تھی آپ نے ان دونوں کے متعلق لکھا ہے۔

"تمہارے لطف کا پر تو میری اماں مری آپا"

پھر جب آپ اپنی والدہ کی وفات پر قادیان آئے تو میں دیکھ رہی ہوں کہ والدہ کے پیروں پر اپنی آنکھیں ملتے جاتے ہیں اور روتے جاتے ہیں۔ اسی طرح اپنے بھائی میر محمد اسحاق سے بہت محبت تھی۔ وہ آخری دفعہ بیت میں درس دیتے ہوئے بے ہوش ہو گئے تھے۔ انہیں گھر لے کر آئے جب ہر طرح کے علاج کے بعد یہ یقین ہو گیا کہ ان کا آخری وقت ہے تو ان کے منہ پر منہ رکھ کر بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر روتے رہے اور پھر باہر تشریف لے گئے۔

پھر آپ ریٹائرڈ ہو کر قادیان آگئے اور الصفہ میں رہائش اختیار کی۔ قادیان آنے کے بعد میری بہن کی شادی تھی بارات فیروزپور سے آئی تھی اور ان کی برادری کے تقریباً ڈھائی تین سو آدمی گاؤں کے غیر احمدی آئے تھے۔ دو دن بارات ٹھہری کھانے وغیرہ کا انتظام تھا۔ پہلے تو میرے ابا جان نے امام جماعت احمدیہ الثانی کو لکھا کہ آپ بارات کے ساتھ کھانا کھائیں۔ آپ کا جواب آیا کہ مقامی کوئی بارات کے ساتھ کھانا نہیں کھا سکتا۔ اس پر میرے ابا جان نے لکھا کہ آپ داماد کی حیثیت سے آکر کھانا کھائیں۔ آپ کا جواب آیا کہ داماد بھی جو الگ رہتا ہو وہ کھانا نہیں کھا سکتا ہے۔ صرف گھر والے اور کارکن کھائیں گے۔ تیسری دفعہ آپ نے لکھا کہ آپ کارکن کی حیثیت سے تشریف لائیں۔ ان لوگوں کو لیکچر دیں اور کھانا کھائیں۔ اسے آپ نے فوراً منظور کر لیا۔ تشریف لائے قریباً دو گھنٹے ان کے ساتھ مختلف باتیں کیں اور پھر کھانا کھایا۔

حضرت نواب مبارکہ بیگم سیدہ امتہ الحفیظ بیگم اور سیدہ منصورہ بیگم سے بہت محبت تھی۔ جب میری شادی کی تیاری ہو رہی تھی تو میرے جو کپڑے بنتے تھے انہیں دیکھ کر کہتے تھے کہ کیا یہ مبارکہ بیگم کے پاس بیٹھی ٹھیک لگے گی۔ بچیوں کا بے حد خیال رہتا تھا۔ اسی طرح جب میرے ہاں پہلا بیٹا ہوا تو تقریباً روزانہ ہی حضرت اماں جان اور سیدہ منصورہ بیگم تشریف لے آیا کرتی تھیں اور بڑی ہی پر لطف مجلس جمتی تھی۔

سیدہ چھوٹی آپا کی بیٹی متین چھوٹی سی تھی تو اسے اپنے گھر لے آئے کہ انہوں نے B.A کرنا تھا۔ یہ کہہ کر کہ دو کام مشکل ہوں گے بچی ہم رکھیں گے۔ اسے میری بڑی والدہ نے پالا اور اس قدر لاڈ اس کے کرتے تھے کہ میری چھوٹی بہن جو اس کی ہم عمر تھی اکثر وہ اس سے پیچھے رہ جاتی تھی۔

جب میری بیٹی نصرت جہاں پیدا ہوئی تو کہنے لگے کہ اس کا نام میں نصرت جہاں رکھ رہا ہوں۔ اور حضرت اماں جان کی گود میں دے کر ان سے اس کا نام نصرت جہاں رکھوایا۔ پھر کہنے لگے کہ اسے "نچھن" پکارا کرنا کیونکہ حضرت اماں جان کو بچپن میں "نچھن" پکارتے تھے۔ اس بچی سے بہت محبت تھی۔

اسی طرح ہماری چچا زاد بہن آپا نصیرہ کے ہاں بیٹی ہوئی تو انہوں نے لیڈی ڈاکٹر کو لینے تانگہ بھجوایا۔ رات کے دو بجے کا وقت تھا اور یہ کہہ دیا کہ "چچا ابا" کو بھی اطلاع کر دینا۔ ان دنوں میں آپ کی طبیعت بہت خراب تھی۔ لیکن سنتے ہی باہر نکل کر کھڑے ہو گئے اور تانگہ والے کو کہہ دیا کہ واپسی پر مجھے بٹھا لینا۔ اور گھر میں یہ کہہ گئے کہ نصیرہ اکیلی ہے۔ میں جا رہا ہوں۔

خدا تعالیٰ کے متعلق بہت ہی غیرت رکھنے والے تھے اپنی آپ بیتی میں آپ نے ایک واقعہ لکھا ہوا ہے ایک دفعہ کم عمری میں میرے منہ سے بھی کوئی بات نکل گئی بہت ہی غیرت کا مظاہرہ میرے سامنے کیا۔ اس دن سے آج تک میں اپنے اللہ سے اس بات پر توبہ کرتی رہی ہوں۔

جب میں پہلی دفعہ اپنے بیٹے کو لے کر مالیر کوٹلے گئی تو سفر سے پہلے مجھے یہ نصیحت کی کہ کبھی بچے کو گود میں لے کر گاڑی سے نہ اترنا۔ بلکہ بچے کو پہلے کسی کو پکڑانا پھر اترنا میں نے ایک عورت کو بچے کو لے کر اترتے دیکھا تھا بچہ پلیٹ فارم اور گاڑی کے درمیان گر گیا تھا۔ اسی طرح یہ بھی کہ بچے کو ٹائلٹ پر بٹھا کر غسلخانہ سے باہر نہ آنا۔ ایک ماں بچے کو بٹھا کر باہر آگئی تھی واپس گئی تو بچہ ٹائلٹ میں سے نکل گیا تھا۔

سیدہ آمنہ طیبہ کے کئی بچے مردہ پیدا ہوئے۔ ایک بچے کی پیدائش پر کہنے لگے کہ "آنول میں لپیٹ کر جنت میں لے جائیں گے۔ کیونکہ حدیث میں اس طرح آیا ہے۔

جب کسی کو کچھ رقم تحفے کے طور پر دینی ہوتی تھی تو اس طرح دیتے تھے کہ ایک ڈبیہ میں رقم رکھ کر اوپر پان رکھ دیتے تھے کہ لو تمہارے لئے پان ہیں۔ تاکہ دینے اور لینے والے دونوں کو حجاب نہ آئے۔

مریضوں کے ساتھ بہت اچھا سلوک تھا۔ حالانکہ قادیان آکر بہت بیمار رہتے تھے لیکن جب بھی کوئی مریض آتا تو اسے خندہ پیشانی سے دیکھتے تھے۔ اور مجھے یاد ہے مریض کو بہت ہنساتے تھے۔

1947ء کی بات ہے اپنی وفات سے کچھ دن پہلے کہنے لگے کہ کل میں زندوں کو مل آیا تھا۔ آج مردوں کو ملنے جا رہا ہوں۔ یعنی بہشتی مقبرے۔

ایک اچھی بات

جب انسان پوری توجہ کے ساتھ دعا میں مصروف ہوتا ہے تو اس کے دل میں رقت پیدا ہو جاتی ہے اور وہ آستانہ الٰہی پر آگے سے آگے بڑھتا ہے۔ تب وہ فرشتوں کے ساتھ مصافحہ کرتا ہے۔

حقیقت کے اتنے نزدیک تھے کہ جو ہونا ہے وہ تو ہونا ہی ہے۔ جنگ کی وجہ سے کپڑا ملتا نہیں تھا۔ اپنے کفن کا کپڑا منگوا کر خود لے کر درزی کے ہاں گئے۔ اسے ناپ دیا۔ سلوا کر پھر وہیں پہن کر دیکھا۔ لوگ حیران ہو کر دیکھنے لگے کہ کیا بات ہے۔ اور پھر گھر میں لا کر ہماری والدہ کو دیا کہ رکھو۔

اس بات کی بہت تکلیف ہوتی تھی کہ وفات پر جو کھانا آتا ہے وہ دعوتی رنگ کا نہ ہو۔ اپنی کتاب بخار دل میں بھی وصیت والی نظم میں یہ ذکر ہے۔ خود یہ وصیت کر گئے تھے کہ سوائے بانی سلسلہ احمدیہ کے لنگر خانہ کے کسی کا کھانا نہیں لینا۔

آخری بیماری میں بہت تکلیف اٹھائی۔ بڑی شدید گھبراہٹ تھی۔ اللہ تعالیٰ بڑے بڑے درجات بلند فرمائے ہمارے بھائی سید داؤد احمد کے انہوں نے بہت خدمت کی۔ آخر بیماری میں چونکہ پاکستان بننے کا خیال رہتا تھا بے ہوشی میں یہ کہتے تھے کہ "امین انارکلی میں پھر رہا ہے" امین اس وقت آٹھ سال کا تھا اور سچ مچ لاہور آنے کے بعد ایک دن انارکلی سے پکڑ کر کوئی لایا۔

ایک دفعہ میرے گھر آئے غسل خانے گئے (-) کر کے آئے تولیہ مانگا۔ میں نے کہا کہ ابھی (عبادت) کا وقت تو نہیں ہوا ہے۔ کہنے لگے میں ہمیشہ .... رہتا ہوں۔ اس دن مجھے پتہ چلا کہ آپ ہمیشہ ... رہتے ہیں۔ ہمیشہ یہ فرمایا کرتے تھے کہ میری وفات جمعہ کو یا صبح آٹھ بجے ہو گی یا شام آٹھ بجے۔ مجھے جمعرات کو بخار تھا۔ میں آنہ سکی جمعہ کو اطلاع گئی کہ حالت بہت خراب ہے اس وقت آئی مکمل بے ہوشی تھی اور شام پورے آٹھ بجے آپ ہم سے جدا ہو گئے۔ یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ پیدائش بھی 18۔ جولائی کی تھی اور وفات بھی 18 جولائی کو ہوئی۔

ان کی وفات کے بعد ان کی نوٹ بک دیکھی جس میں لکھا تھا کہ خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ میرے پر ایک پیسہ قرض نہیں۔ پھر امام جماعت احمدیہ ثانی کے نام درخواست تھی کہ حضرت صاحب اجازت دیں تو بہشتی مقبرہ میں میری تدفین ہو جائے۔ اپنی وفات سے پہلے اپنے گھر الصفہ کی پچھلی زمین میں 12 عدد دو کانیں بنوائیں تاکہ اس کی آمد سے گھر والوں کا گزارہ ہوتا رہے۔ سب بچیوں کے جہیز کی رقم جمع تھی لیکن

باقی صفحہ 7 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ابن العطاء

میرا کالم

آپ کسی سے کسی بات پر بحث کر رہے ہیں۔ اور اختلاف رائے کو قبول نہ کرتے ہوئے آپ دوسرے شخص کو بار بار کہہ رہے ہیں کہ تم جھوٹ بولتے ہو۔ خود ہی اندازہ کیجئے کہ اسے اس بات پر کتنا غصہ آئے گا۔ وہ بات بے شک غلط ہی کہہ رہا ہو یہ تو ہو سکتا ہے کہ وہ نیک نیتی سے کہہ رہا ہو۔ اسے جو کچھ علم ہے وہی بات وہ بیان کر رہا ہے جھوٹ تو اس بات کا نام ہے کہ اسے اپنی بات کو توڑ مروڑ کر صحیح طریق پر نہیں بلکہ غلط طریق پر جان بوجھ کر پیش کرنے کا شوق ہے۔ یہ تو جھوٹ ہوا۔ لیکن اگر وہ نیک نیتی کے ساتھ اپنی بات آپ کے سامنے پیش کر رہا ہے تو اسے یہ کہئے کہ بات درست نہیں معلوم ہوتی۔ آپ پھر اس پر غور کرلیں۔ تو یقیناً وہ شخص غور کرنے پر تیار بھی ہو جائے گا اور اسے غصہ بھی نہیں آئے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ ہر غلط بات جھوٹ نہیں ہوتی۔ جھوٹ اس بات کا نام ہے کہ آپ جان بوجھ کر ایک بات غلط بناتے ہیں اور اسے پیش کرتے ہیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ ایسا نہیں ہے۔ لیکن آپ اصرار کرتے ہیں کہ ایسا ہے۔ اور اصرار بھی اس بات کے باوجود کہ آپ کو بھی علم ہے کہ ایسا نہیں ہے۔ مثلاً آپ سے کسی نے پوچھا کہ زاہد کہاں ہے۔ آپ نے کہا لاہور گیا ہوا ہے۔ یا تو آپ نے کسی غلط فہمی کی بناء پر کہہ دیا ہے۔ یا پھر جھوٹ بولا ہے۔ غلط فہمی تو قابل برداشت ہوتی ہے جھوٹ قابل برداشت نہیں ہوتا۔

ہم اخبار پڑھتے ہیں اخبار میں روزانہ بیسیوں بلکہ سینکڑوں خبریں ہوتی ہیں اور ہم نے کئی دفعہ یہ بات سنی ہے کہ صدر مملکت اور وزیر اعظم نے بھی کہا ہے کہ جو کچھ میں نے کہا تھا اس کو صحیح طور پر نہیں چھاپا گیا۔ اب یہ غلط فہمی ہے یا جھوٹ ہے۔ بعض خبروں میں غلط فہمی کا امکان ہو گا۔ بعض خبریں جھوٹی ہوگی۔ جھوٹی خبریں اس وقت بنائی جاتی ہیں جب ان سے آپ کا مفاد متصادم ہو۔ آپ کسی شخص کو کس رنگ میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ یہ بھی آپ کو جھوٹ بلوانے پر مائل کر دیتی ہے۔ آپ کے ذہن میں ایک بات ہے آپ اسی کو درست سمجھتے ہیں دوسرے نے اس کے خلاف بات کہہ دی ہے آپ اسے جھوٹ قرار دیتے ہیں۔ غلط فہمی اور جھوٹ میں بہت بڑا فرق ہے۔ غلط فہمی جیسا کہ ہم نے پہلے کہا ہے کہ قابل برداشت ہے اور جھوٹ قابل برداشت نہیں۔ لیکن یہ بھی کہہ دینا چاہئے کہ اگر غلط فہمی کو آپ نے جھوٹ سمجھا اور جھوٹ کہا تو آپ نے بلاوجہ دوسرے کو مشتعل کرنے کی کوشش کی ہے۔ آپ اگر جھوٹ کو بھی غلط فہمی کہہ دیں تو ہو سکتا ہے کہ بات کسی نتیجہ پر تو نہ پہنچے لیکن یہ ضرور ہو گا کہ جھگڑا نہیں کھڑا ہو جائے گا۔ آپ کو جب یہ پتہ چلے گا کہ کسی نے جھوٹ بولا ہے تو آپ اسے یا جھوٹا کہیں گے یا اس کی غلط فہمی کی طرف توجہ دلائیں گے۔ اگر غلط فہمی کی طرف توجہ دلائیں تو زیادہ مناسب ہو گا۔ جھوٹے کو جھوٹا کہہ کر مشتعل کر دیا جاتا ہے۔ بعض اوقات دو آدمی بحث کر رہے ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کو جھوٹا کہہ رہا ہوتا ہے۔ اگر وہ یہ کہے کہ آپ کو غلط فہمی ہو گئی ہے دوسرا شخص مشتعل بھی نہیں ہو گا اور آپ کی مزید باتیں سننے کے لئے تیار رہے گا۔

پس غلط فہمی اور جھوٹ میں فرق کیجئے غلط فہمی کو برداشت کیجئے اور جھوٹ کو ناقابل برداشت سمجھیں۔ تردید دونوں باتوں کی سامنے آنی چاہئے۔ غلط فہمی ہے تو اس کی بھی تردید کی جانی چاہئے۔ اور جھوٹ ہے تو اس کی بھی تردید آنی چاہئے خبر بہر حال ٹھیک طور پر لوگوں کے سامنے پیش کی جانی چاہئے۔ اگر ایک جگہ کسی وجہ سے ٹھیک طور پر پیش نہیں کی گئی تو لوگوں کا حق ہے کہ آپ اسے پھر پیش کریں اور ٹھیک طور پر۔

ہمارا اس ساری بات سے مقصد یہ ہے کہ غلط فہمی کو جھوٹ کے زمرے میں نہ لائیے۔ اگر آپ ایسا کرتے ہیں تو یہ بات آپ کے لئے اور دوسرے لوگوں کے لئے بھی مناسب نہیں ہو گی۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) فرماتے ہیں۔

خدا نے یہ بات میرے دل میں ڈالی ہے اور میری فطرت میں رکھ دی ہے کہ جب کوئی دوست مجھ سے جدا ہونے لگتا ہے مجھے سخت قلق اور درد محسوس ہوتا ہے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ جانے زندگی کا بھروسہ نہیں۔ پھر ملاقات نصیب ہوگی یا نہیں۔ پھر میرے دل میں خیال آجاتا ہے کہ دوسروں کے بھی تو حقوق ہیں۔ بیوی ہے بچے ہیں۔ اور رشتہ دار ہیں۔ مگر تاہم جو چند روز بھی ہمارے پاس رہتا ہے اس کے جدا ہونے سے ہماری طبیعت کو صدمہ ضرور ہوتا ہے۔ ہم بچے تھے اب بڑھاپے کو پہنچ گئے ہیں۔ ہم نے تجربہ کر کے دیکھا ہے کہ انسان کے ہاتھ میں کچھ بھی نہیں۔ بجز اس کے کہ انسان خدا کے ساتھ تعلق پیدا کرلے۔

ساری عقدہ کشائیاں دعا کے ساتھ ہو جاتی ہیں۔ ہمارے ہاتھ میں بھی اگر کسی کی خیر خواہی ہے تو کیا ہے۔ صرف ایک دعا کا آلہ ہی ہے۔ جو خدا نے ہمیں دیا ہے۔ کیا دوست کے لئے اور کیا دشمن کے لئے ہم سیاہ کو سفید اور سفید کو سیاہ نہیں کر سکتے۔ ہمارے بس میں ایک ذرہ بھر بھی نہیں ہے مگر جو خدا ہمیں اپنے فضل سے عطا کر دے۔

حضرت حافظ نور محمد صاحب

مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے اپنی ایک تصنیف میں لکھتے ہیں۔

مختصر تعارف حضرت حافظ نور محمد صاحب ولد میاں مراد علی صاحب قوم ککے زئی' سکنہ فیض اللہ چک ضلع گورداسپور ان خوش قسمت معدودے چند احباب میں سے تھے۔ جن کو حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دعویٰ سے قبل حضرت صاحب کی صحبت پاک سے مستفیض ہونے' بار بار خدمت میں حاضر ہونے' بے تکلفانہ مراسم' .... اور فجر سے قبل کی عبادت کے لئے بیدار ہونے کی خاطر حضرت صاحب ہی کے کمرہ میں سونے اور حضرت صاحب کے ساتھ سیر کو جانے کے مواقع بکثرت میسر آئے۔ حضرت صاحب نے آپ کو بعض مواقع پر دعا کرنے کی بھی تحریک کی۔ اور جن چند احباب کو حضرت صاحب نے اپنے رویا و کشوف آپ کی تصدیق میں شائع کرنے کا ارشاد فرمایا۔ ان میں حافظ صاحب بھی شامل تھے پھر امامت ثانیہ کے قیام پر اس کی تصدیق و تائید میں بھی آپ کے رؤیا و کشوف شائع ہوئے۔ آپ کو اس وقت اپنے گاؤں کے کثیر احباب کو اس فتنہ سے محفوظ رکھنے اور عمر بھر (کلام الہی) کی توفیق ملی۔ آپ کے گاؤں میں آپ کے ایک دوست شیخ برکت علی صاحب نے 21۔ اگست 1889ء کو بیعت کی تھی۔ دوسرے نمبر پر آپ کو 21 ستمبر کو بیعت کی توفیق ارزاں ہوئی۔ اور اس گاؤں کے تیسرے بیعت کرنے والے آپ کے دوست حافظ نبی بخش صاحب تھے جنہوں نے 10 مارچ 1890ء کو بیعت کی۔ حافظ نور محمد صاحب نے اپنے ضلع میں چوبیسویں نمبر پر بیعت کی تھی۔ پچیسویں نمبر پر بیعت 18۔ نومبر کو ہوئی۔ آپ سے پہلے قادیان' بٹالہ' فیض اللہ چک' شاہ پور اور چار اور مواضعات میں صرف ایک ایک' تھہ غلام نبی میں تین' وڈواں میں پانچ افراد نے اور چھ دن پہلے لیل کے سات افراد نے بیعت کی تھی۔ اور پچیسویں نمبر پر بیعت 18۔ نومبر 1889ء کو ہوئی تھی۔

آپ بیان کرتے ہیں:۔

خاندانی حالات میرے دادا میاں خیر دین میری ولادت کے سال فوت ہوئے۔ صوفی اور (-) بزرگ تھے۔ ان کی (الہی بشارات) ہمارے گاؤں میں بہت مشہور تھیں۔ سکھوں کی بدنظمی کے زمانہ میں ہمارے گاؤں کے دو اشخاص قاضی نور محمد اور میاں غلام داؤد نے دریائے چناب بغیر کشتی کے تیر کر عبور کرنا چاہا۔ آپ کو ذکر الہی کے دوران کشفاً قاضی صاحب کا عبور کرنا اور دوسرے کا غرق ہو جانا معلوم ہوا۔ چنانچہ آپ نے غلام داؤد کے بھائیوں کو اطلاع دیدی اور چند دن بعد اس امر کی تصدیق ہو گئی۔

ایک دفعہ آپ چلہ کشی میں تھے کہ ایک مرید باہر سے گاؤں آیا اور گھوڑے پر سیدھا آپ کی طرف آیا تا ملاقات کرنے کے بعد گھر جائے۔ تو وہ یہ دیکھ کر گھبرا کر بے ہوش ہو گیا کہ چلہ کشی کی کوٹھڑی کے باہر ایک شیر پاؤں پسارے سویا پڑا ہے۔ گھوڑا سدھا ہوا تھا وہ مالک کو گھر لے گیا۔ گھر والوں کی کوشش سے وہ ہوش میں آیا تو اس نے یہ واقعہ کہہ سنایا۔ اس پر لوگ لاٹھیوں سے مسلح ہو کر وہاں پہنچے۔ شور سن کر آپ باہر نکلے۔ شور کی وجہ معلوم ہوئی تو کہنے لگے کہ شیر تو اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت کے لئے بھیجتا ہے۔ آپ کے سینکڑوں مرید تھے اور عرس ہوتا تھا لنگر جاری ہوتا تھا۔ پھر والد صاحب نے اور پھر میں نے یہ سلسلہ پیری مریدی جاری رکھا۔ لیکن میں نے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بیعت کرلی تو مریدوں کو جواب دے دیا (کہ میں کسی کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا۔ مجھے خود کسی رہبر کی ضرورت ہے) تو وہ میلوں تک روتے اور ڈھائیں مارتے گئے (کیونکہ ان کے نزدیک پیر کا ایسا جواب قہر الہی تھا)

تعلیم دین کا شوق آپ کے ایک تایا حافظ محی الدین پرانی طرز کے صوفی تھے جو سرود سنتے اور عرس کرتے تھے۔ انہوں نے طفولیت میں آپ کو یہ سبق پڑھایا تھا

پانی اوپر بلبلہ بندے کی بنیاد
ڈولی ڈال کے لے چلے کسی دیس کو

وہ آپ کو (کلام الہی) حفظ کرانے کی آرزو رکھتے تھے۔ لیکن آپ کے بچپن میں ہی وہ وفات پا گئے اور والد ماجد نے (کلام الہی) ناظرہ پڑھا کر آپ کو کام کاج پر لگا لیا۔ آپ سترہ برس کے تھے کہ ایک حافظ محمد جمیل صاحب گاؤں میں آگئے۔ ان سے آپ نے (کلام الہی) حفظ کیا۔

آپ کو دینی علوم کے سیکھنے کا بہت شوق تھا۔ آپ اسی میں مگن رہتے تھے۔ اور کام کاج آپ کے والد ماجد خود ہی کر لیتے تھے۔ ایک دفعہ آپ کے والد ماجد بصارت سے محروم ہو گئے۔ اور تمام کام کاج کا بوجھ حافظ صاحب پر پڑ گیا۔ جس سے آپ کو پریشانی لاحق ہوئی۔ اور دینی امور میں دقت پیدا ہو گئی۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کے حضور بہت دعا کی تو آپ کے والد ماجد کو خواب میں بتایا گیا کہ آنکھوں میں کھمب ڈالیں جو موسم برسات میں زمین پیدا ہوتی ہے چنانچہ اس پر عمل کرنے سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کی بصارت عود کر آئی۔ اور تاوفات قائم رہی۔ اور انہوں نے پھر کام کاج سنبھال لیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صدیق الحسن نعمانی بشکریہ ہفت روزہ "لاہور" 27- جولائی 96ء ص4

نیرنگیٔ سیاستِ دوراں

دوسری عالمگیر جنگ کے اختتام کے ہنگامہ خیز ایام میں لندن 'کانگریسی' اور مسلم لیگی ورکروں کی آماجگاہ بنا ہوا تھا۔ چوہدری رحمت علی کیمبرج میں قیام کے "دوران بلکانائزیشن" اور مسلم اکثریتی علاقوں (پاکستان و عثمانستان اور بنگلستان) کی تشکیل کے لئے متعدد پمفلٹ چھاپ کر برٹش پارلیمنٹ اور گول میز کانفرنس کے ممبروں تک پہنچا رہے تھے۔ متحدہ پنجاب میں راجہ حسن اختر دعوے دار تھے کہ پاکستان کا نام ان کے ذہن رسا کی پیداوار ہے۔ سات سمندر پار پاکستان کا چرچا ہو چلا تھا۔ کانگریسی محاذ پر کرشنا مینن مدراسی نے برٹش پارلیمنٹ کی لیبر پارٹی کے ممبروں کے حلقوں میں اثر ورسوخ بڑھا لیا تھا اور ہندوستانی طلباء کی اکثریت اس کی ہمنوا تھی جن کی سرگرمیاں روز افزوں تھیں۔ مدعا و منشاء ببانگ دہل یہی تھا کہ

"پاکستان دیوانے کا خواب ہے"

ڈھاکہ کے ایک جوشیلے جوان بیرسٹر عباس علی نے لندن میں مسلم لیگ کی ایک شاخ قائم کر کے تشکیل پاکستان کے حق میں تن دہی سے کام شروع کر دیا۔ انہی دنوں سیکرٹری عرب لیگ کا ایک مکتوب "ٹائمز" میں شائع ہوا کہ انگریز اپنی پرانی پالیسی کے تحت فلسطین کی تقسیم کے ساتھ ہندوستان کی تقسیم کے درپے ہے اخبار ٹائمز ہی میں بیرسٹر عباس علی کے نام سے ایک مسکت جواب تحریک پاکستان کی حمایت میں چھپا۔

لندن میں مخالفین تحریک پاکستان برٹش گورنمنٹ پارلیمنٹ اور پریس کو یہ یقین دلانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے تھے کہ تحریک پاکستان کی اہمیت ایک مجذوب کی بڑ یا دیوانے کے خواب" سے زیادہ نہیں اور مسلم لیگی ورکروں کی سرگرمیوں کا توڑ کرنے کے لئے کوئی کسر اٹھا نہ رکھتے تھے۔ "امرت بازار پتریکا" کلکتہ کے ایڈیٹر نے "اخبار ٹائمز" کو لکھا کہ کانگریس کی تنہا جماعت ہندوستان میں ہندوستانیوں کی نمائندہ ہے لیکن انتخابات کے نتائج نے اس بے بنیاد دعوے کی قلعی کھول دی۔ چنانچہ لندن کے ذمہ دار حلقوں میں یہ چرچے ہونے لگے کہ انگریز ہندوستان پر زیادہ عرصہ تک قابض نہ رہ سکیں گے اور برٹش گورنمنٹ کو سوچنا ہو گا کہ مسلم لیگ کے لیڈر مسٹر جناح کو کس قدر اہمیت دے دی جائے۔"

1946ء یہی وہ سال تھا جب کانگریس اور لیگ کے ڈیلی گیشن پنڈت جواہر لال نہرو اور مسٹر ایم۔اے جناح کی قیادت میں لندن پہنچے جہاں دوررس اور تاریخ ساز فیصلہ ہونا تھا۔ قائداعظم کا قیام "کلیرج ہوٹل" میں تھا۔ جہاں ہندو پریس کے نمائندے رات دن سن گن لیتے پھرتے تھے اور اس ٹوہ میں لگے رہتے تھے کہ قائداعظم کی مرغوب شراب کون سی ہے اور کس مقدار میں بہم پہنچائی جاتی ہے۔

قائداعظم سے ان کے سیکرٹری کے ایچ خورشید کے توسط سے سوال کیا گیا۔ کہ روز و شب میں کتنی بار نماز ادا کرتے ہیں۔ ترک جواب یہ ملا کہ مسٹر جناح رات دن اپنے ملک و ملت کی آزادی اور فلاح و بہبود کے لئے عبادت میں مصروف رہتے ہیں۔

انہی دنوں ڈاکٹر ذاکر حسین اور خواجہ غلام السیدین بھی لندن پہنچے اور ایک جلسہ عام میں لندن میں مقیم ہندوستانیوں سے سوال کیا کہ یہاں انہوں نے اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے کیا تدابیر اختیار کی تھیں؟ اس غیر متوقع سوال کا مسلم شرکائے جلسہ کی کثرت کثیرہ کی طرف سے انہیں برجستہ جواب یہ ملا کہ

ودیا مندر سکیم کے حامیوں کا یہ سوال دیار فرنگ میں آکر کرنا محض مبنی بر شرارت ہے۔

برطانیہ میں زیر تعلیم مسلم طلبہ نے "کنگسن وے" ہال میں ایک جلسہ منعقد کیا۔ ڈائس پر لیاقت علی خان۔ ایم۔ ایچ اصفہانی اور الطاف حسین متمکن تھے اور ہال میں تل دھرنے کی جگہ نہ تھی۔ قائداعظم نے دل نشیں انداز میں خطاب کیا۔ بہار میں لرزہ خیز فسادات پر اظہار تاسف کرتے ہوئے فرمایا کہ ان کا ذمہ دار کون ہے۔ (پچھلی بنچوں پر بیٹھے ہوئے سامعین میں سے کسی مغلوب الغضب نے بیٹھے بیٹھے چلا کر کہا "مسٹر جناح آپ" اس پر سامعین میں اضطراب پھیل گیا۔ غم و غصہ کی حد نہ رہی۔ معترض کو دشمنان مسلم لیگ کا گماشتہ سمجھا گیا۔ جسے جلسہ درہم برہم کرنے پر مامور کیا گیا تھا۔ قائداعظم کی بے مثال فراست و ذہانت نے جلد ہی جلسہ گاہ پر قابو پا لیا۔ گرج کر فرمایا "میں معترض کو حقیقت سے دلائل و براہین کے بل پر آگاہ کروں گا۔ انہوں نے وضاحت کی کہ بہار کے اقلیتی نہتے مسلمان دیوانے نہیں کہ گھر پھونک تماشا دیکھتے دیکھتے دیکھتے خود خاک و خون میں مل کر تباہ و برباد ہو جاتے۔ ان فسادات کی ذمہ دار تو بھاری اکثریت تھی جو ظلم و ستم پر تل گئی تھی۔ اور خون مسلم سے ہولی کھیل کر شاداں اور فرحاں تھی۔ اور خفیہ ہاتھ نازاں تھے ہندوستان کے طول و عرض میں مسلمانوں کو نیست و نابود کر دیں گے۔

دسمبر 1946ء میں ضعیف العمر قائداعظم کے نحیف و ناتواں شانوں پر قوم کی قیادت کا جو بار گراں تھا۔ وہ قائد کو اپنی جان سے زیادہ عزیز تھا۔

جہان نو پیدا ہو رہا تھا انہی تاریخ ساز ایام میں انڈیا ہاؤس (جسے بعدہ ہائی کمیشن کہا گیا) میں پنڈت جواہر لال نہرو نے بہت بڑے جلسے سے خطاب کرتے ہوئے آل انڈیا کانگریس کی حمایت میں دھواں دھار تقریر کی تھی۔ پنڈت جی سے سوال کیا گیا۔ آپ اپنی تقریروں اور تحریروں میں "سوشلزم" کے زبردست حامی رہے ہیں اب آپ نے سوشلزم کا نام تک نہیں لیا۔ آخر کیوں؟ جواباً پنڈت جی یہ کہہ کر ایوان اقتدار سے باہر والوں کو! اندرونی حالات کی سوجھ بوجھ نہیں ہوتی چلتے بنے قائداعظم کی سیاسی بصیرت۔ حق گوئی اور بے باکی کی معترف کانگریس ہائی کمان میں سبھی تھے ماسوائے گاندھی جی۔ سردار پٹیل اور پنڈت جواہر لال کے۔ دوارکا داس کانجی تو تقسیم ہند کے بعد بھی اپنی تقریروں اور تحریروں میں قائداعظم کے کردار و گفتار کا اعتراف کرتے رہے۔

عمر ہا در کعبہ و بتخانہ می نالد حیات
تا ز بزم عشق یک دانائے راز آید بروں

جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے۔ ہندوستان میں اچھوتوں کے مسلّمہ لیڈر ڈاکٹر امبید کر کار نے پاکستان (تقسیم ہند) کے عنوان سے سب سے پہلے خیال انگیز کتاب لکھی تھی۔ اور برہمنوں کی ظالمانہ اجارہ داری کی پول کھولی تھی یہ مظلوم ہندو اقلیت آج بھی ذات پات کے دو پاٹوں میں پس رہی ہے جب پارٹیشن کے سوا اور کوئی چارہ کار نہیں رہا تو ہندو ذہنیت کی چانکیانہ چالیں بروئے کار آئیں۔ جن کی تفصیل محتاج بیان نہیں عیاں راچہ بیاں۔

بین المملکتی اثاثوں کی تقسیم پر حق و انصاف پر مبنی افہام و تفہیم سے جس ڈھٹائی سے اور سینہ زور سے کنارہ کشی اختیار کی گئی وہ برصغیر کی اندوہناک تاریخ کا ایک تاریک باب ہے۔

حذر اے چیرہ دستاں سخت ہیں فطرت کی تعزیریں

ریڈ کلف ایوارڈ کی سیاہی ابھی خشک نہ ہونے پائی تھی کہ بھارتی حکومت نے دونوں بڑی ریاستوں کشمیر اور حیدر آباد کو ہڑپ کرنے کی ٹھان لی۔ حیدر آباد دکن کی ریاست کا فرمانروا مسلمان تھا اور اکثریت ہندوؤں کی تھی کشمیر کی ریاست کا فرمانروا ہندو تھا اور واضح اکثریت مسلمانوں کی تھی۔ جب ماہر قانون سر ظفراللہ خان باؤنڈری کمیشن کے روبرو (بمنشائے قائداعظم) آنے لگے تو لندن میں ان سے سوال کیا گیا کہ

جوڈیشل حیثیت سے حیدر آباد کی پوزیشن پیراماؤنٹ پاور کے رخصت ہو جانے کے بعد کیا ہو گی۔ صاحب موصوف نے برجستہ فرمایا کہ پیراماؤنٹی نظام کو منتقل ہو جانی چاہئے۔ بمقتضائے قانون و انصاف۔ مگر بھارت نے فوج کشی کر کے دونوں ریاستوں پر تسلط جما لیا۔

(ہفت روزہ "لاہور" 27۔ جولائی 96ء ص4)

لیفٹیننٹ کرنل (ر) بشارت احمد۔ لاہور کینٹ

صحبتِ صالح

انسان کے اخلاق پر اس کے ارد گرد کے ماحول' سوسائٹی اور ہم مجلس لوگوں کا بڑا اثر پڑتا ہے۔ جو مثبت بھی ہو سکتا ہے اور منفی بھی۔ فرمان ہے کہ ہر شخص کو اللہ تعالیٰ صحیح فطرت پر پیدا فرماتا ہے پھر اس کے والدین اس کو یہودی یا عیسائی بنا دیتے ہیں۔ اگر ایک شخص کو خوش قسمتی سے اچھے شریف۔ نیک اور متقی دوست میسر آجائیں تو وہ خود بخود اس کے اوپر بڑے عمدہ انداز میں اثر کریں گے اور اگر نصیب دشمناں اس کو خراب سوسائٹی میسر آگئی تو وہ اس کے اخلاق و سوچ۔ فکر اور کردار کو بالکل تباہ کر کے رکھ دے گی۔۔

کہا جاتا ہے کہ انسان اپنے دوستوں یاروں سے پہچانا جاتا ہے۔ نیک شخص کے دوست بھی تقریباً تقریباً اچھے لوگ ہی ہوں گے۔ ایک بزرگ کے متعلق آیا ہے کہ ایک سکھ طالب علم کو آپ سے عقیدت تھی۔ اس نے آپ کو لکھا کہ نہ معلوم کیا وجہ ہے میرے اندر دہریہ خیالات سرایت کر رہے ہیں۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ اس کو کہیں کہ جس لڑکے کے ساتھ کلاس میں بیٹھتا ہے وہ اس سیٹ کو بدل لے۔ پھر کچھ دنوں کے بعد اس نے لکھا کہ آپ کی تشخیص بالکل درست نکلی وہ پہلے والا لڑکا واقعی دہریہ خیالات اپنے اندر رکھتا تھا اب میں نے کلاس میں جگہ بدلی ہے۔ تو میرے خیالات کے اندر ایک صحت مندانہ تغیر پیدا ہو گیا ہے۔

اسی طرح ایک اور ہے تو کہانی مگر اپنے اندر بڑا گہرا اثر رکھتی ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک شخص کسی گھنے جنگل میں پگڈنڈی پر جا رہا تھا اس نے کیا دیکھا کہ اس کے راستہ پر ایک شیر بیٹھا ہے اور اس کے ساتھ ہی ایک لومڑی بھی بیٹھی ہوئی ہے۔ تینوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ اس مسافر نے بڑی احتیاط سے جنگل کے اندر سے اپنا نیا راستہ لیا اور چلا گیا خدا تعالیٰ کا کرنا کیا ہوا اگلے روز وہ پھر واپس جا رہا تھا۔ پھر اسی شیر کو پگڈنڈی پر بیٹھے دیکھا مگر اس دفعہ شیر اکیلا تھا۔ وہ شخص بے دھڑک چلتا چلا گیا اور شیر کے بالکل پاس سے بے خوف و خطر گزرنے لگا۔ خدا تعالیٰ نے شیر کو زبان دے دی۔ شیر نے کہا کہ کل تم نے مجھے دیکھا اور اپنا راستہ بدل لیا۔ مگر آج بھی میں وہی شیر ہوں آج تم نے کوئی خوف نہیں کھایا اور میرے نزدیک سے گزرے جا رہے ہو۔ کیا ماجرا ہے۔ اس مسافر نے کہا کہ اگر جان کی امان پاؤں تو عرض کروں۔ جناب کل آپ کے ساتھ ایک کم ذات کمینہ۔ ذلیل اور بزدل لومڑ بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے سوچا ممکن ہے کہ جناب کی ذات پر اس کی معیت کا کوئی اثر نہ پڑ گیا ہو۔ لہٰذا میں نے اپنی

باقی صفحہ 7 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یادرفتگان

محترمہ نور بی بی صاحبہ

ریاض احمد سرگانہ

خاکسار کی والدہ محترمہ نور بی بی صاحبہ زوجہ مہر عاشق محمد صاحب سیال سرگانہ سابق پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ موضع باگڑ سرگانہ تحصیل کبیروالہ ضلع خانیوال بتاریخ 8 جنوری 1996ء خالق حقیقی کے حضور حاضر ہو گئیں۔ موصوفہ نے 85 سال عمر پائی۔ آپ موصیہ تھیں۔ جنازہ بیت مبارک میں مکرم مولانا منیر الدین احمد صاحب نے بعد عصر پڑھایا اور بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔ بعد از تدفین مکرم صوفی محمد اسحاق صاحب صدر محلہ دار العلوم غربی حلقہ ثناء نے دعا کرائی۔

اس طرح والدہ صاحبہ کی بہشتی مقبرہ میں تدفین کی دیرینہ خواہش پوری ہوئی میرے والد صاحب مہر عاشق محمد (ریٹائرڈ قانون گو) اپنی خود نوشت سوانح حیات محررہ 1972ء میں میری والدہ صاحبہ کے بارے میں یوں رقمطراز ہیں۔

دسمبر 1927ء میں ہماری شادی ہوئی۔ 1972ء آچکا ہے۔ 45 سال سے مل کر گھر کا کام چلا رہے ہیں۔ اس عرصہ میں 9 بچے پیدا ہوئے۔ 2 فوت ہوئے۔ 7 بچوں کو پال پوس کر تعلیم دلا کر حسب حیثیت شادی کر چکے ہیں۔

گو ایک پسر ابھی شادی سے بقایا ہے۔ اس عرصہ میں تنگیاں اور آسانیاں ہمارے درکنار ہوئیں۔ لیکن میرے ساتھی نے میرے ساتھ خوشی سے وقت کاٹا' ملازمت میں 10 دفعہ تبادلہ ہوا۔ سامان باندھنا' بچوں کو ساتھ رکھنا' ایک بہادر جوڑے کا کام ہے۔ میری اہلیہ نہ تھکنے والا وجود ثابت ہوا۔ کار سرکار کے لئے مجھے وقت مقررہ پر کھانے کی ضرورت ہوتی تھی۔ میری اہلیہ نے کبھی ایسا موقع نہیں دیا جس سے میں اپنی زبان پر اس کے خلاف یہ الفاظ ادا کر سکوں کہ ڈیوٹی میں چست نہیں۔ مجھے اگر 8 بجے کھانا چاہئے' تو وہ ساڑھے سات بجے تیار کر دیتی تھی۔ سلائی مشین اس نے اپنے حق مہر سے خریدی' لیکن ساری عمر اس پر کپڑے بچوں اور میرے کپڑوں کی سلائی کرتی رہی۔ کسی قسم کی پلیدی کو پاس پھٹکنے نہیں دیا۔

اول تلاوت کرتی رہے گی۔ دوئم تسبیح صبح و شام اس کے دامن کے ساتھ ہو گی۔ دنیا کی برائیوں کی دشمن رہی۔ پردہ داری' عفت' سادگی کا خیال رکھتی ہیں زیوروں کی دلدادہ نہیں۔ 1933ء میں وصیت کر کے اپنے زیورات سے ادائیگی کی۔ اگر میری قلم اس کے گن گانا چاہے' تو مشکل۔ سچا محسن تلاش کرنے جاؤں' تو گھر میں اس کا نمبر اول ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم دونوں کو جس طرح اس دنیا میں اکٹھا رکھا ہے۔ اگلی دنیا میں رقابت نصیب کرے۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے والد صاحب کی دعا قبول ہوئی اور دونوں کو بہشتی مقبرہ میں جگہ مل گئی۔

یکم دسمبر 1973ء کو جب والد صاحب فوت ہوئے تو اس وقت خاکسار روہڑی سیمنٹ فیکٹری میں ملازم تھا۔ ان دنوں میرے والدین اپنی زمینوں پہ موضع باگڑ سرگانہ تحصیل کبیروالہ' ضلع ملتان (حال خانیوال) میں رہائش پذیر تھے۔ ہم تینوں بھائی دوری کی وجہ سے اپنے والد بزرگوار کی تجہیز و تکفین پہ نہ پہنچ سکے۔ میرے والد صاحب موصی تھے لیکن میرے چچا غیر از جماعت تھے انہوں نے انہیں وہیں دفنانے کی کوشش کی' لیکن والدہ صاحبہ نے کہا میرے شوہر ساری زندگی احمدیت کے شیدائی رہے ہیں۔ وہ موصی ہیں لہٰذا میں انہیں ہر قیمت پہ ربوہ بہشتی مقبرہ لے جاؤں گی۔ چنانچہ ساری رات بارش اور موسم کی صعوبتیں برداشت کر کے' میت بذریعہ ویگن ربوہ لے آئیں۔ ان سب تکالیف کو مدنظر رکھتے ہوئے والدہ صاحبہ نے میرے ہاں ربوہ میں رہائش اختیار کی کہ میں بھی موصی ہوں' خدا جانے میری میت کو کوئی ربوہ لائے یا نہ لائے خدا نے مجھے طاقت دیئے رکھی کہ میں اس امتحان میں کامیاب ہوا اور والدہ صاحبہ کو لگاتار اپنے پاس رکھا۔ میں اگر رات کے بارہ بجے تک گھر نہیں آسکا تو وہ جاگتی رہتیں اور میرے لئے دعائیں کرتی رہتیں۔ جب میں گھر آتا تو سوتیں۔ انہوں نے مجھ سے اتنا پیار کیا ہے کہ اس کا ہزارواں حصہ بھی انہیں واپس نہیں لوٹا سکا۔

والد صاحب کی وفات کے بعد گھر میں میری پیاری ماں اور میری پیاری بہن اکیلی رہ گئیں۔ خاکسار روہڑی سیمنٹ فیکٹری سے 1974ء میں استعفیٰ دے کر زمیندارہ پہ آگیا۔ میں نے تین سال زمیندارہ کیا اس تمام عرصہ کے دوران' انتہائی تنگی اور نامساعد حالات کے باوجود میری پیاری ماں اور میری پیاری بہن نے جس طرح میرا ساتھ دیا وہ شاذ ہی دیکھنے میں آتا ہے۔

بہن رضیہ اگرچہ رہتی تو جرمنی میں تھی لیکن جذباتی طور پر ہر وقت والدہ صاحبہ کے آس پاس ہوتی۔ آخری دنوں میں والدہ صاحبہ کی وفات سے 5 روز پیشتر آگئیں۔ جبکہ اس سے پہلے والدہ صاحبہ کو مل کے گئے ہوئے ابھی ایک سال بھی نہ ہوا تھا۔ ہزاروں میلوں کی مسافت طے کر کے والدہ صاحبہ کے آخری دیدار پہ پہنچ جانا' محبت کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

منہ بولتا ثبوت ہے۔ بہن کو ہوائی کمپنی والوں نے لالچ دیا کہ اگر آپ ٹکٹ کرسمس کے بعد خرید کریں گی تو کم پیسوں میں ملے گی لیکن بہن نے جواب دیا مجھے ٹکٹ ابھی چاہئے' چاہے کتنے کا بھی ہو کیونکہ میری والدہ صاحبہ سخت بیمار ہیں مجھے ایک گھڑی کا بھی بھروسہ نہیں۔ یہاں مورخہ 96-1-1 کو پہنچ کر والدہ صاحبہ سے مل کر کہتی ہیں پیاری امی یہ سب آپ کی اور میری دعاؤں کا نتیجہ کہ ہم ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہیں۔

پیاری بہن کے آنے کے چار پانچ دن تک والدہ صاحبہ ہوش میں رہیں اور پھر دو تین دن بے ہوشی طاری رہی۔ مورخہ 96-1-8 کی صبح کو والدہ صاحبہ نے الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں اپنی جان' جان آفریں کے سپرد کر دی۔ بہن رضیہ کو ہم سب اولاد میں سے یہ اعزاز حاصل ہے کہ جس وقت والد صاحب فوت ہوئے اس وقت اولاد میں سے صرف یہ ان کے پاس موجود تھی اور جس وقت والدہ صاحبہ فوت ہوئیں اس وقت بھی صرف یہی پاس موجود تھی۔ والدین کے ساتھ اس بیٹی کا پیار خدا تعالیٰ نے اس طرح سے ثابت کر دیا۔

والدہ کا وجود اتنا پیارا وجود ہوتا ہے کہ دن رات انکی خدمت کرنے کے باوجود میرے دل میں ابھی بھی حسرت باقی رہ گئی ہے کہ کاش خدا نے مجھے اور بھی خدمت کرنے کی توفیق دی ہوتی۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے میری والدہ صاحبہ کے درجات بلند فرمائے۔

بقیہ صفحہ 5

ست دل لی۔ آج تو جناب اکیلے ہیں۔ آج مجھے کس بات کا ڈر۔

اچھی اور صالح صحبت کا انسان کے اوپر بڑا خوشگوار اثر پڑتا ہے۔ ہم نے زندگی میں کئی بار مشاہدہ کیا کہ اگر اچھے دوست احباب مل گئے تو اخلاق کے اندر ایک چمک ایک مہک اور ایک رنگ آگیا اور اگر بد قسمتی سے خراب لوگوں سے پالا پڑا تو ستیاناس۔ اسی لئے دیکھا گیا ہے کہ عقلمند والدین گاہے گاہے دور سے ہی اس بات پر نظر رکھتے ہیں کہ ان کے بچوں کے ملنے والے۔ کھیلنے والے کس طرح کے کس قماش کے لوگ ہیں۔

زندگی کو مکمل اور کامیاب بنانے کے لئے صحبت صالح بڑی ضروری اور اہم ہے۔ ہمیں خود اپنے آپ کو بھی وقتاً فوقتاً پرکھتے رہنا چاہئے کہ ہم کس طرف کن لوگوں کے ساتھ جا رہے ہیں۔

بقیہ صفحہ 3

وغیرہ سب وہیں رہ گئی۔ پھر خدا تعالیٰ نے خود ہی سب انتظام کیا۔ اور سب کام خود ہی کروائے۔ اللہ تعالیٰ بھی ایسا بے نیاز ہے۔ پورے ایک ماہ اور سات دن کے بعد پاکستان آنا پڑا۔ جائیداد

ایک مضمون بھی لکھ کر شیخ محمد اسماعیل پانی پتی کو دے گئے تھے جس کا عنوان تھا۔ "میں عالم برزخ سے بول رہا ہوں"

انہیں جوانی کی عمر سے پسینہ نہ آنے کی بیماری تھی ایک دفعہ شکار کو گئے تھے واپس آکر پسینہ میں نہا لئے بس پسینہ آنا بند ہو گیا بہت ہی تکلیف ہوتی تھی۔ گرمیوں میں ہم ساری دوپہر چادریں گیلی کر کے انہیں اوڑھنے کے لئے دیتے تھے۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے گھر گھر کولر اور A.C ہیں اور میں سوچتی ہوں کہ کاش یہ آج سے پچاس سال پہلے ایجاد ہو جاتے یہ تھے میرے ابا جان۔

خدا تعالیٰ سے بے انتہا محبت کرنے والے۔(-) اور (کلام الٰہی) کی محبت میں سرشار (-) کی شان میں آپ نے بہت اعلیٰ نعت کہی ہے۔ اپنی جوانی کی عمر حضرت بانی احمدیہ سلسلہ کی صحبت میں گزاری تھی۔ اس لئے ہر وقت ان کی یاد میں وقت گزارتے تھے۔ بے انتہا سادہ طبیعت۔ نہایت ہنس مکھ۔ نہایت ملنسار' اور نہایت خوش گفتار تھے۔ ایک طرف تو آپ کی دینی حالت بہت بلند تھی نری خشک ملانوں والی بات نہ تھی۔ دوسری طرف ہر دلچسپی میں حصہ لیتے تھے۔ اپنے خاندان کے بہت خیر خواہ تھے۔ کسی کو تکلیف میں نہ دیکھ سکتے تھے۔ ہر وقت خدمت خلق کا جذبہ موجزن رہتا تھا۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے عاشق زار تھے ایک دفعہ جلسہ میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی گرم چادر لے کر گئے سیرت پر تقریر کی پھر لوگوں کو دکھایا کہ یہ آپ کی چادر ہے۔ لوگ پیچھے پڑ گئے تو ٹکڑے ٹکڑے کر کے چادر سب میں تقسیم کر دی۔ قادیان سے اور امام جماعت احمدیہ سے بہت محبت تھی۔ جب تک سروس میں باہر رہے۔ قادیان کی یاد میں تڑپتے رہے بخار دل میں قادیان کی یاد میں نظم ہے۔ اپنے فن میں بہت ماہر ڈاکٹر تھے۔ ہر چیز کا الگ الگ سپیشلسٹ ہوتا ہے۔ لیکن وہ ہر چیز کے سپیشلسٹ تھے باوجود سرجن ہونے کے آنکھوں کے بہت کامیاب ڈاکٹر تھے۔

اپنی گھریلو زندگی خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت کامیاب گزاری گھر میں سکون اور اطمینان کا دور دورہ تھا۔ بیٹیوں سے بہت محبت کی۔ چھوٹا بھائی ابھی آٹھ سال کا تھا کہ وفات ہو گئی۔ اس کے بہت لاڈ اٹھائے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے انہیں اپنا قرب نصیب کرے اور جنت میں اعلیٰ جگہ عطا فرمائے۔ بقول ان کے ۔

بشارت یہ خداوندی مجھے بھی ہو تمہیں بھی ہو
خدا داری چہ غم داری خدا داری چہ غم داری

نوٹ اور ہر قسم کی باتیں تو کتابوں میں آگئی ہیں میں گھریلو ہلکی پھلکی باتیں لکھ رہی ہوں۔

الفضل میں اشتہار دیکر اپنی تجارت کو فروغ دیں

اعلان دار القضاء

○ (مکرم ڈاکٹر عبدالحفیظ صاحب بابت ترکہ مکرم ڈاکٹر عبدالمغنی صاحب)

مکرم ڈاکٹر عبدالحفیظ صاحب ساکن مکان 15/6 محلہ دار العلوم غربی ربوہ نے درخواست دی ہے کہ ان کے والد مکرم کیپٹن ڈاکٹر عبدالمغنی صاحب ساکن مکان نمبر C-11 راولپنڈی میڈیکل ہاؤسنگ سوسائٹی راولپنڈی۔ قضائے الٰہی وفات پا گئے ہیں۔ ان کا مکان وقطعہ نمبر 28/18 برقبہ 10 مرلے واقعہ محلہ دار الرحمت وسطی ربوہ میرے نام منتقل کر دیا جائے۔ دیگر ورثاء کو اس پر کوئی اعتراض نہ ہے۔ جملہ ورثاء کی تفصیل ہے۔

1۔ محترمہ امتہ البشیر بیگم صاحبہ (بیوہ)
2۔ مکرم ڈاکٹر عبدالماجد صاحب (بیٹا)
3۔ مکرم عبدالشکور صاحب (بیٹا)
4۔ مکرم عبدالحمید صاحب (بیٹا)
5۔ مکرم عبدالرشید صاحب (بیٹا)
6۔ مکرم عبدالحلیم صاحب (بیٹا)
7۔ مکرمہ ڈاکٹر رخشندہ جبین صاحبہ (بیٹی)
8۔ مکرم ڈاکٹر عامر نوید صاحب (بیٹا)
9۔ مکرم ڈاکٹر عبدالحفیظ صاحب (بیٹا)

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو اس انتقال پر کوئی اعتراض ہو تو تیس یوم کے اندر دار القضاء ربوہ میں اطلاع دیں۔

(ناظم دار القضاء۔ ربوہ)

بقیہ صفحہ 1

اگر آخر پر جا کر یہ آنکھ کھلے اور انسان کو پتہ چلے کہ مضمون کیا ہے تو مڑ کر دیکھے گا تو جلے ہوئے چمن کے سوا اس کے ہاتھ کچھ نہیں آئے گا۔

پس اس حال میں خدا کے سامنے پہنچنا ہے کہ کچھ لے کر پہنچیں۔ اور یہ وہ بات ہے جس کے لئے مسلسل تیاری' ہمہ وقت نگرانی کی ضرورت ہے۔ اور وہ جماعت جو مالی قربانیوں میں اس قدر عظیم بلند منازل طے کر رہی ہے اس کے لئے تو اور بھی زیادہ حفاظت کی ضرورت ہے۔ پس وہ سارے جو خدا کی خاطر ایک آنہ پیش کرتے ہیں یا کروڑوں روپے پیش کر رہے ہیں وہ اپنی قربانیوں کی نگرانی کریں۔ اور اس نگرانی کے تعلق میں جو طریق حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے سکھایا ہے اس کے ذریعے ان کو باقی نیکیوں کی حفاظت کی بھی توفیق ملے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس مضمون کو سمجھنے کی اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

(از خطبہ 17- مئی 1996ء)

احمدیہ ٹیلی ویژن انٹرنیشنل کے پروگرام

پاکستانی وقت کے مطابق

ہفتہ 17- اگست 1996ء

12-00 (رات) اردو کلاس۔ حضرت صاحب کے ساتھ (نیا)
1-00 طبی معاملات از ڈاکٹر مجیب الحق خان صاحب
1-30 ملاقات حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع اردو بولنے والے احباب کے ساتھ
2-30 فرنچ سیکھئے
3-00 خطبہ از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع (دوبارہ)
4-00 تلاوت۔حدیث۔خبریں
4-30 چلڈرنز کارنر۔ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کے ساتھ ملاقات (دوبارہ)
5-00 لقاء مع العرب (دوبارہ)
6-00 احمدیہ ٹیلی ویژن ورائٹی۔تقریر "دعا کی قبولیت" از لئیق احمد طاہر صاحب
6-30 متفرق پروگرام
7-00 (صبح) اردو کلاس۔ حضرت صاحب کے ساتھ (دوبارہ)
8-00 فرنچ سیکھئے (دوبارہ)
8-30 متفرق پروگرام
9-00 ملاقات۔ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع اردو بولنے والے احباب کے ساتھ (دوبارہ)
10-00 تلاوت۔حدیث۔خبریں
10-30 چلڈرنز کارنر۔ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کے ساتھ ملاقات (دوبارہ)
11-00 طبی معاملات۔ از ڈاکٹر مجیب الحق صاحب
12-00 (دوپہر) خطبہ از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع
1-00 لقاء مع العرب (دوبارہ)
2-00 بنگلہ پروگرام۔اردو پروگرام
3-00 (سہ پہر) اردو کلاس۔ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کے ساتھ (دوبارہ)
4-00 تلاوت۔حدیث۔خبریں
4-30 محفل سوال و جواب۔ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کے ساتھ۔ ناصرات اجتماع 95-10-28
6-00 (شام) حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کے ساتھ بچوں کی ملاقات
7-00 ہمارے دوستوں سے ملئے
8-00 لقاء مع العرب (دوبارہ)
9-00 عربی پروگرام۔ تشریح کلام الٰہی
10-00 تلاوت۔حدیث۔خبریں
10-30 چلڈرنز کارنر۔ ترتیل کلام الٰہی۔ سبق نمبر 36 (نیا)
11-00 جرمن پروگرام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ : 15- اگست-1996ء
درجہ حرارت کم ازکم 28 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 38 درجے سنٹی گریڈ

○ ملک بھر میں 50ویں یوم آزادی اور 49 ویں آزادی سالگرہ کی تقریبات دھوم دھام سے منائی گئیں۔ دن کا آغاز صوبائی و وفاقی دارالحکومتوں میں توپوں کی سلامی سے ہوا۔ اس موقع پر پاکستان کے ٹیلی ویژن اور اخبارات نے خصوصی پروگرام اور اشاعتیں شائع کیں۔ ملک بھر میں سرکاری و غیر سرکاری عمارتوں پر قومی پرچم لہرایا گیا۔ گھروں بازاروں اور عمارتوں کو خوبصورت جھنڈیوں سے سجایا گیا۔ مٹھائیاں تقسیم کی گئیں۔

○ وزیراعظم بے نظیر بھٹو نے پارلیمنٹ ہاؤس کے باہر پرچم کشائی کی تقریب اور اس کے بعد خطاب کرنا تھا لیکن اسلام آباد میں اس موقع پر شدید بارش کی وجہ سے یہ پروگرام ملتوی کرنا پڑا چنانچہ وزیراعظم نے ریڈیو اور ٹی وی پر قوم سے خطاب کیا۔

○ وزیراعظم نے اپنے خطاب میں کہا کہ عوام کی ترقی کے لئے بہت سے اقدامات کئے جا رہے ہیں مگر بعض عناصر گمراہ کن پراپیگنڈے کے ذریعے ان اقدامات کو ناکام بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

○ وزیراعظم بے نظیر بھٹو کے قوم سے خطاب میں دو باتیں اہم تھیں ایک سابق وزیراعظم اور موجودہ قائد حزب اختلاف مسٹر نواز شریف کی ماضی کی بطور وزیراعظم ایک تقریر سے چند اقتباسات تھے۔ جس میں سابق وزیراعظم نے ملک سے محاذ آرائی ختم کرنے کی اپیل کی تھی۔ سابق وزیراعظم کی ساری باتیں آج کی صورت حال میں وہی تھیں جو موجودہ وزیراعظم اپوزیشن کو کہتی ہیں۔ دوسری اہم بات یہ تھی کہ وزیراعظم نے کہا کہ ملکی ترقی میں روڑے اٹکانے والے وساوس پھیلا کر عوام کو گمراہ کر رہے ہیں۔ اس موقع پر انہوں نے قرآن کریم کی سورہ والناس کا ترجمہ سنایا جس میں وساوس پھیلانے والوں سے بچنے کی دعا سکھائی گئی ہے۔

○ اپوزیشن کی 14۔ رکنی سیاسی جماعتوں کے اجلاس منعقدہ اسلام آباد کے اختتام کے بعد قائد حزب اختلاف مسٹر نواز شریف نے اپوزیشن کی طرف سے تحریک سول نافرمانی شروع کرنے کا اعلان کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ کوئی یوٹیلٹی بل (یعنی بجلی ٹیلی فون اور پانی وغیرہ کے بل) اور کوئی ٹیکس اور محصول ادا نہیں کیا جائے گا۔ اب صدر کی طرف دیکھنے کی بجائے اپنے فیصلے خود کریں گے۔ تحریک کی کامیابی کے لئے اسمبلیوں سے اجتماعی استعفوں سمیت کسی اقدام سے گریز نہیں کیا جائے گا۔

○ اپوزیشن نے حکومت مخالف تحریک کے دوران 25۔ اگست کو کراچی '31۔ اگست کو لاہور' اور 3۔ ستمبر کو کوئٹہ میں احتجاجی مظاہرہ کرنے کا اعلان کیا ہے۔

○ امیر جماعت اسلامی قاضی حسین احمد نے کہا ہے کہ آئین پر عمل نہ ہوا تو الیکشن نہیں ہونے دیں گے۔ حکومت جانے کے بعد صرف آئین کی دفعہ 62 اور 63 پر پورا اترنے والی حکومت قبول ہو گی کسی جرنیل یا طالع آزما کو موقع نہیں دیں گے۔ خونی انقلاب نہیں لائیں گے۔ نواز شریف کو گندے انڈوں کو نکال باہر پھینکنا ہو گا۔ جماعت اسلامی کا یہ جلسہ موچی دروازہ لاہور کے باہر سرکلر روڈ پر منعقد ہوا۔

○ کراچی میں یوم آزادی کے دن جشن آزادی منانے کے لئے مزار قائداعظم کی طرف جانے والی دو سوزکی ویگنوں پر نامعلوم مسلح دہشت گردوں نے حملہ کر کے 12۔ افراد کو ہلاک اور ۹۹ کو شدید زخمی کر دیا۔ دہشت گردی کی اس واردات سے سارے شہر میں خوف و ہراس پھیل گیا۔ چنانچہ جشن آزادی کے سلسلے میں بعد دوپہر مزار قائد پر تقریب اور شام کو ہاکس بے پر ہونے والے کلچرل شو کو منسوخ کر دیا گیا۔ اس طرح کراچی میں جشن آزادی کی تقریبات پھیکی پڑ گئیں۔

○ کوئٹہ کے قریب کان کے حادثہ میں 10 مزدور جاں بحق ہو گئے۔ کئی لوگ اندر پھنس گئے۔ یہ حادثہ کوئٹہ سے 25 کلومیٹر دور سورینج کی کوئلے کی کان میں پیش آیا۔

○ پاک فضائیہ کا ایک طیارہ جو معمول کی تربیتی پرواز پر تھا کوئٹہ کے قریب جھگیوں پر گر گیا جس سے ایک عورت اور دو بچے ہلاک ہو گئے۔ پائیلٹ معمولی زخمی ہوا۔ طیارے میں آگ لگ گئی۔ پائیلٹ نے طیارے کی کریش لینڈنگ کی کوشش کی۔

○ ترکی کے وزیراعظم پروفیسر نجم الدین اربکان نے پاکستان کے دو روزہ دورے پر وزیراعظم کے علاوہ صدر مملکت اور قومی اسمبلی کے سپیکر مسٹر یوسف رضا گیلانی سے بھی ملاقات کی۔ پاکستان اور ترکی کے درمیان مشترکہ سرمایہ کاری کونسل بنانے کا فیصلہ کیا گیا۔ دونوں ملکوں کے درمیان تاجروں اور ارکان پارلیمنٹ کے وفود کا تبادلہ ہو گا۔ ترک وزیراعظم نے کشمیر کے مسئلے پر پاکستان کی حمایت کا اعلان کیا۔

○ پاکستانی روپے کی قیمت میں 12 پیسے کی کمی کر دی گئی ہے۔

○ وزیر اعلیٰ پنجاب سردار محمد عارف خان نکئی نے ہدایت کی ہے کہ 43 ہزار آسامیوں پر ایک ماہ میں بھرتی کی جائے۔ پابندی کے باوجود بھرتی کئے گئے ملازمین کو تنخواہ نہ دی جائے نہ کوئی ایڈہاک تقرری کی جائے۔

○ سابق وفاقی وزیر مملکت برائے اطلاعات و نشریات مسٹر جاوید جبار نے پاکستان پیپلز پارٹی کی بنیادی رکنیت سے استعفیٰ دے دیا ہے۔

○ حکومت نے ٹیکس تنازعات طے کرنے کے لئے مشاورتی کونسلیں قائم کرنے کا اعلان کیا ہے۔

○ لاہور میں ضلع کچہری کی مسجد شہید کرنے پر سابق ڈپٹی کمشنر لاہور کے خلاف مقدمہ درج کرنے کا حکم لاہور ہائی کورٹ کے جج مسٹر جسٹس نذیر اختر نے دے دیا۔ انہوں نے حکومت کو چھ ماہ کے اندر اندر اسی جگہ مسجد تعمیر کرنے کا حکم دیا ہے۔

○ برآمدی تجارت کی ایسوسی ایشنوں نے ملک گیر ہڑتال کی۔ کوئی مال برآمد نہیں کیا گیا۔ سات روزہ ہڑتال کی تجویز دی گئی ہے۔

○ کور کمانڈروں کے اجلاس میں قومی سلامتی اور دفاع سمیت اہم امور پر غور کیا گیا۔ اجلاس کی صدارت آرمی چیف جنرل جہانگیر کرامت نے کی۔

○ قائد حزب اختلاف مسٹر نواز شریف نے کہا ہے کہ تاجر جب بھی ہڑتال کریں گے اپوزیشن ان کا ساتھ دے گی۔

تبدیلی فون نمبر
پاک گولڈ سمتھ اقصیٰ روڈ ربوہ
کا سابقہ فون نمبر 643 تبدیل ہو گیا ہے۔ اب نیا نمبر 212850 ہے

امراض جلد، گرمی جگر، مثانہ، گیس، کمزوری اعصاب کا خاتمہ
طاہر دواخانہ رحمان کالونی ربوہ
امراض زنانہ مردانہ، خوف، دہشت، گھبراہٹ، کمی نیند کا معالج

ربوہ کے گرد و نواح اور ربوہ کے ہر محلہ میں
پلاٹ۔ مکان۔ زرعی و سکنی زمین کی خرید و فروخت کیلئے ہمیں خدمت کا موقع دیں
نائب رسالدار (ریٹائرڈ)
ارشد خان بھٹی
پراپرٹی ایجنسی
بلال مارکیٹ (ریلوے لائن کے سامنے) ربوہ
فون آفس 212764 گھر: 211379

طب یونانی میں ہائی بلڈ پریشر کا شافی علاج
حکیم نظام جان کا مشہور دواخانہ
مطب حمید (رجسٹرڈ)
فشار کیپسول
پنڈی بائی پاس جی۔ ٹی روڈ گوجرانوالہ

بروز بدھ صرف کرانک اور پیچیدہ مریض دیکھے جاتے ہیں۔ وقت پہلے طے کریں
بشریٰ ویلفیئر کلینک دارالنصر غربی الف ربوہ

گھر بیٹھے دنیا کی نشریات سے لطف اندوز ہوں۔ ہر قسم کے ڈش انٹینا خریدنے کیلئے
ڈش 8 فٹ بمعہ مکمل فٹنگ 10500/-
سپیشل ڈش 8 فٹ پر احمدیہ ٹیلیویژن کا 2 افٹ کا رزلٹ مشاہدہ کریں
نیو محمود ٹیلیویژن 21- ہال روڈ لاہور
فون: 7226508 - 7125089
7235175 - 7355422

برائے فروخت
دارالفتوح میں ایک مکان دو منزلہ رقبہ 15 مرلے
نیچے: دو بیڈ روم۔ اٹیچڈ باتھ روم۔ کچن۔ ڈرائنگ روم ٹی وی لاؤنج۔ برآمدہ۔ کار پورچ
اوپر: ایک بیڈ روم اٹیچڈ باتھ روم۔ بالکونی۔ برآمدہ۔ سٹور ٹیلیفون کی سہولت موجود
معلومات و رابطہ کیلئے محمد رمضان شائق محلہ نصیر آباد حلقہ عزیز ربوہ فون: 212205

مفید اور مؤثر مشروبات
• شربت بادام • شربت صندل
• شربت فرحت افزاء
• شربت بزوری بارد
صحت کیلئے بھی اور مہمان نوازی کیلئے بھی
خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ ربوہ
فون: 211538

دوا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے
مرض اٹھرا کا شافی علاج
حبوب مفید اٹھرا
۲۰ گرام ۳۰ روپے۔ ۶۰ گرام ۹۰ روپے۔ ۱۰۰ گرام ۱۵۰ روپے
اکسیر اولادِ نرینہ (کورس)
۲۵۰ روپے
سٹاکسٹ حضرات کیلئے معقول کمیشن
فہرست ادویہ و جنتری ۱۹۹۶ء مفید طبی معلومات کے ساتھ مفت طلب کریں۔ بیرونی مریض، پاکستان و بیرون پاکستان پرچہ تشخیص و تجویز خط لکھ کر منگوا سکتے ہیں۔
مطب ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
PHONE: (04524) 211434-212434 FAX: 534